21اگست1962

ازعدالت عظمیٰ

نارائن سنگھ

بنام

اسٹیٹ پنجاب

(جعفر امام، جے۔سی۔شاہ اور۔جے۔آر۔مدھولگر، جسٹسز۔)

فوجداری مقدمہ—قتل—استغاثہ کے ثبوت کو مسترد کر دیا گیا—ملزم کے بیان پر سزا—بیان خاص طور پر معافی بخش اور جزوی طور پر اشتعال انگیز—اگر اسے مجموعی طور پر استعمال کیا جانا چاہیے—ضابطہ فوجداری، 1898(1898 کا ایکٹ V)، دفعہ342۔

اپیل کنندہ اور تین دیگر پر بی کے قتل کا الزام عائد کیا گیا تھا۔استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ بی اور ملزم کے درمیان کھیتوں میں پانی کے بہاؤ کو موڑنے پر تنازعہ تھا، کہ اپیل کنندہ چھڑی سے لیس تھا اور دوسرے نیزے، کھولی اور سلانگ سے لیس تھے، جس نے بی پر حملہ کیا اور بی کی موت زخموں کی وجہ سے ہوئی۔ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت اپنے بیان میں اپیل کنندہ نے کہا کہ بی نے اسے زمین پر پھینک دیا تھا اور اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی تھی جس کے بعد اس نے اپنا کرپن نکالا اور اپنے دفاع میں بی کو مارا۔سیشن جج نے استغاثہ کے شواہد پر یقین نہیں کیا اور دیگر تین ملزموں کو بری کر دیا؛ لیکن اس نے اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا۔دفعہ 304 پارٹ II انڈین پینل کوڈ کا حصہ دوم اس کے بیان کے ایک حصے پر انحصار کرتا ہے جس میں اس نے اعتراف کیا کہ اس نے چھڑی مارنے کا اعتراف کیا تھا لیکن اس حصے کو مسترد کر دیا تھا کہ بی نے اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی تھی۔انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ اپیل کنندہ کا واحد خدشہ سادہ چوٹ کا تھا جو اسے بی کی موت کا سبب بننے کا حق نہیں دیتا تھا۔اپیل پر ہائی کورٹ نے سزا کی تصدیق کی۔

مانا گیا کہ دفعہ 304 پارٹ II انڈین پینل کوڈ کے تحت اپیل کنندہ کی سزا برقرار نہیں رہ سکتی۔اپیل کنندہ کو سزا سناتے ہوئے درج ذیل عدالتوں نے ایک ایسا مقدمہ قبول کر لیا تھا جو استغاثہ کا معاملہ نہیں تھا بلکہ اپیل کنندہ کے اپنے دفاع میں دیے گئے بیان کے صرف ایک حصے پر انحصار کرتا تھا۔عدالتوں کے لیے یہ کھلا نہیں تھا کہ وہ بیان کو الگ کریں اور مجرمانہ حصے کو منتخب کریں اور معافی کے حصے کو اس بنیاد پر مسترد کریں کہ اس کی تائید شواہد سے نہیں ہوتی۔اگر اپنے بیان میں ملزم الزام عائد کیے گئے جرم کا اعتراف کرتا ہے تو اسے اس اعتراف پر مجرم قرار دیا جا سکتا ہے، لیکن اگر وہ اعتراف نہیں کرتا ہے اور اپنا بیان قائم کرتا ہے

اور اپنے طرز عمل کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہے، تو بیان کو صرف پوری طرح سے مدنظر رکھا جا سکتا ہے۔ اپیل کنندہ کے بیان کو مکمل طور پر لیتے ہوئے، اسے خدشہ تھا کہ بی اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس سے اسے حملہ آور کی موت کا سبب بننے والے شخص کے دفاع کا حق حاصل ہوا۔

مجرمانہ اپیل کا عدالتی حد اختیار 1959: کی فوجداری اپیل نمبر 218۔

1959 کی فوجداری اپیل نمبر 354 میں پنجاب ہائی کورٹ کے 8 ستمبر 1959 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے فرینک انتھونی، کے۔ سی۔ اگروالا۔ اور۔ پی۔ سی۔ اگروالا۔

مدعا علیہ کی طرف سے بی کے کھنہ اور پی ڈی مینن۔

1962 ۔ 21 اگست۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

شاہ، جے۔ — اس اپیل میں دلائل ختم ہونے کے بعد ہم نے حکم دیا کہ اپیل کنندہ نارائن سنگھ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 304 حصہ دوم کے تحت جرم سے بری کیا جائے جس میں اسے مجرم قرار دیا گیا تھا اور اس پر دی گئی سزا کو کالعدم قرار دیا جائے۔ ہم حکم کی حمایت میں اپنی وجوہات بیان کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔

نارائن سنگھ اور اس کے تین بھتیجوں — مہر سنگھ، میوا سنگھ اور پکھر سنگھ — پر لدھیانہ کی عدالت میں تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت قابل سزا جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا، اس الزام پر کہ 31 اکتوبر 1958 کو انہوں نے اپنے مشترکہ ارادے کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک بچن سنگھ کی موت کا سبب بنا اور اس پر قاتلانہ حملہ کیا۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ 31 اکتوبر 1958 کی شام جب نارائن سنگھ اور ان کے تین بھتیجے اپنے کھیت کی آبپاشی کر رہے تھے، بچن سنگھ نے پانی کے بہاؤ کو اپنے دائرے میں موڑ دیا۔ اس پر نارائن سنگھ اور اس کے بھتیجے غصے میں آ گئے اور ان کے اور بچن سنگھ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ نارائن سنگھ اور اس کے بھتیجوں نے بچن سنگھ پر حملہ کیا اور اسے شدید زخمی کر دیا۔ استغاثہ کے مطابق حملے کے وقت مہر سنگھ نیزہ، پکھڑ سنگھ کہولی، میوا سنگھ سلانگ اور نارائن سنگھ چھڑی سے لیس تھے۔ حملے کے بارے میں پولیس میں شکایت درج کرائی گئی، اور بچن سنگھ کو سول ہسپتال، لدھیانہ منتقل کر دیا گیا۔ اس معاملے کی تحقیقات کرنے والے پولیس کے

سب انسپکٹر نے بچن سنگھ کا بیان ریکارڈ کیا، اور لدھیانہ کے فرسٹ کلاس مجسٹریٹ نے 2 نومبر 1958 کی شام کو اس کا بیان ریکارڈ کیا۔ بچن بچن سنگھ کا انتقال 3 نومبر 1958 کو ہوا۔

اس کے بعد نارائن سنگھ اور اس کے بھتیجوں پر قتل کے جرم میں لدھیانہ کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ مقدمے کی سماعت میں، نارائن سنگھ نے استدعا کی کہ اس نے اپنے دفاع کے حق کا استعمال کرتے ہوئے کام کیا ہے اور بچن سنگھ کو چوٹ پہنچائی ہے کیونکہ بچن سنگھ نے اسے نیچے پھینک دیا تھا اور اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی تھی۔ سیشن عدالت میں اس کا بیان، جس پر اسے مجرم قرار دیا گیا تھا، مندرجہ ذیل تھا:—

" صحیح حقائق یہ ہیں کہ جب میں نے متوفی کے ناکا کاٹنے پر اعتراض کیا تو اس نے مجھے پکڑ لیا اور زمین پر پھینک دیا۔ میں اس وقت اکیلا تھا۔ دیگر تین شریک ملزم میرے ساتھ نہیں تھے۔ میرے زمین پر گرنے کے بعد متوفی نے میرا گلا گھونٹنے کی کوشش کی۔ میں نے تب چھوٹا کرپن پہنا ہوا تھا۔ میں نے اسے کھول دیا اور اسے اپنے دفاع میں استعمال کیا جس کی وجہ سے میری طرف سے بلند کیے گئے الارم پر متوفی کو کچھ چوٹیں آئیں، مہر سنگھ (میرا شریک ملزم) جو قریبی کھال سے آ رہا تھا، موقع پر آیا اور مجھے بچا لیا۔ وہ بغیر سامان کے تھا اور اس سے متوفی کو کوئی چوٹ نہیں پہنچی۔ میں نے کوئی چھڑی نہیں لی لیکن ہمیشہ کی طرح ایک چھوٹا کرپن پہنا ہوا تھا۔"

پکھڑ سنگھ اور میوا سنگھ نے جائے وقوعہ پر اپنی موجودگی کی تردید کی۔ مہر سنگھ نے دعوی کیا کہ وہ جائے وقوعہ پر موجود تھا، اور اس نے مداخلت کرنے کی کوشش کی تھی اور بچن سنگھ اور نارائن سنگھ نارائن سنگھ کو الگ کرنے کی کوشش کی تھی اور مہر سنگھ نے اس صورت حال پر بھروسہ کیا کہ ان کے شخص پر بھی چوٹیں تھیں جو طبی معائنے کے دوران نظر آئیں۔ نارائن سنگھ کو چھ زخمی چوٹیں آئیں اور مہر سنگھ کو ایک چوٹی اور چار شدید زخمی چوٹیں آئیں۔ کورٹ آف سیشن کے سامنے استغاثہ کے گواہ جاگیر سنگھ نے اپنی کہانی میں اہم تغیرات کیے جیسا کہ اس نے اصل میں پولیس اسٹیشن میں اپنی شکایت میں بیان کیا تھا۔ کاکا، جس کے بارے میں استغاثہ نے دعوی کیا تھا کہ وہ ایک چشم دید گواہ تھا، نے استغاثہ کے لیے مقدمے کی حمایت نہیں کی۔ ایک اور گواہ ہکو سے پراسیکیوٹر نے پوچھ گچھ نہیں کی تھی، بلکہ اسے محض" جرح کے لیے پیش کیا گیا تھا"۔ پراسیکیوٹر نے ایک جوہری سے بھی تفتیش کی جس کا نام شکایت میں نہیں تھا۔ بچن سنگھ کے دو بیانات جو ان کی موت کے پیش نظر موت کے بیانات کے طور پر قابل قبول تھے—ایک تفتیشی افسر کے ذریعے اور دوسرا فرسٹ کلاس مجسٹریٹ، لدھیانہ کے ذریعے درج کیا گیا تھا—بھی ثبوت کے طور پر پیش کیے گئے۔ سیشن جج نے فیصلہ دیا کہ جاگیر سنگھ کا ثبوت ناقابل اعتماد ہے اور جوہری حملے کا گواہ نہیں ہوسکتا تھا۔ جج کے خیال میں مرنے والے دو بیانات ناقابل اعتماد تھے، کیونکہ بچن سنگھ نے بیانات دینے سے پہلے یہ جاننے کا کافی موقع دیا تھا کہ تحقیقات کیسے جاری ہے، جاگیر سنگھ سے مشورہ کیا تھا اور کیس قائم کرنے کے لیے ان کے ساتھ بات چیت کرنے کا موقع ملا تھا۔ ایک بار پھر، مرنے والے بیانات میں ترتیب دی گئی کہانی میں نارائن سنگھ اور مہر سنگھ کو لگنے والی چوٹوں کی کوئی وضاحت نہیں دی گئی۔ طبی ثبوت بھی استغاثہ کے لیے مقدمے کے لیے مددگار نہیں تھے۔ بچن سنگھ کے جسم پر چار کٹے ہوئے زخم تھے، تین سینے پر اور چوتھا

"انگوٹھی کی بائیں طرف" ۔ان میں سے کوئی بھی چوٹ سلنگ یا کاہولی سے نہیں ہوسکتی: کٹے ہوئے زخم نیزہ اور کرپن کی وجہ سے بھی ہوسکتے ہیں۔لہذا سیشن جج کے خیال میں زبانی اور دیگر شواہد نارائن سنگھ کے تین بھتیجوں کے خلاف قتل کے الزام کو برقرار رکھنے کے لیے ناکافی تھے۔تاہم، نارائن سنگھ کے بیان پر انحصار کرتے ہوئے انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ بچن سنگھ کی شخصیت پر چوٹیں سابق کی وجہ سے ہوئیں۔انہوں نے مشاہدہ کیا کہ نارائن سنگھ کے شخص پر چوٹوں کے نشانات" اس کی تجویز کو ظاہر کرتے ہیں کہ بچن سنگھ نے اس کا گلا گھونٹنے کے لیے اس پر مضبوط گرفت حاصل کرلی تھی۔" لیکن" ریکارڈ پر ایسا کوئی ثبوت نہیں تھا جو یہ ثابت کرے کہ بچن سنگھ نے اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی تھی" ۔سیشن جج کے خیال میں نارائن سنگھ کے گلے کے اردگرد چوٹ کے کوئی نشان نہیں ہیں، چاہے وہ معمولی ہی کیوں نہ ہوں اور یہ کہ اس نے میڈیکل آفیسر سے شکایت نہیں کی تھی جس نے حملے کے فوراً بعد اس کا معائنہ کیا تھا" یہ ظاہر تھا کہ نارائن سنگھ کو موت یا شدید چوٹ کا کوئی خدشہ نہیں تھا۔

X X X X X X

نارائن سنگھ کو جو واحد اندیشہ تھا وہ سادہ چوٹ تھی اور اس سے اسے یقینی طور پر بچن سنگھ کی جان لینے کا کوئی حق نہیں ملا۔" اس لیے سیشن جج نے فیصلہ دیا کہ نارائن سنگھ نے شخص کے دفاع کے حق کے استعمال میں بچن سنگھ کی مزاحمت کرنا جائز تھا لیکن" کرپن کو اس انداز اور طاقت کے ساتھ استعمال کرنا جائز نہیں تھا کہ بچن سنگھ کے پھیپھڑوں میں سے ایک کو چھید کر اس کی موت کا سبب بنے۔" اس کے مطابق سیشن جج نے میوا سنگھ، مہر سنگھ اور پکھڑ سنگھ کو ملزم جرم سے بری کر دیا اور نارائن سنگھ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 304 حصہ دوم کے تحت قابل سزا جرم کا مجرم قرار دیا اور اسے پانچ سال کی سخت قید کی سزا سنائی۔

سزا اور سزا کے حکم کے خلاف نارائن سنگھ نے پنجاب ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ہائی کورٹ نے سیشن عدالت کے اس خیال سے اتفاق کیا کہ استغاثہ کے لیے مقدمہ قائم کرنے کے لیے ثبوت ناکافی تھے، ہائی کورٹ نے یہ بھی فیصلہ دیا کہ سیشن عدالت کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت نارائن سنگھ کے بیان پر دوبارہ غور کرنے میں جائز قرار دیا گیا تھا اور یہ قرار دیتے ہوئے کہ نارائن سنگھ نے" اپنے دفاع کے حق سے تجاوز کیا تھا" اور بچن سنگھ کو کرپن سے وار کرکے اس کی موت کا سبب بنا تھا، اس نے تعزیرات ہند کی دفعہ 304 حصہ II کے تحت قابل سزا جرم کیا تھا۔تاہم، ہائی کورٹ نے نارائن سنگھ پر عائد سزا کو کم کرکے 3 سال کی سخت قید کردیا اور اس ترمیم کے تابع سزا اور سزا کے حکم کے خلاف اپیل کو مسترد کردیا۔نارائن سنگھ نے خصوصی اجازت کے ساتھ اس عدالت میں اپیل کی تھی۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ نارائن سنگھ، جب اس نے بچن سنگھ پر حملے میں حصہ لیا تھا، اس کے پاس چھڑی تھی، لیکن بچن سنگھ پر حملے کے بارے میں گواہوں کے ثبوت کو کورٹ آف سیشن اور ہائی کورٹ نے قبول نہیں کیا ہے۔عدالت کے خیال میں بچن سنگھ کے شخص پر چوٹیں نارائن سنگھ کی وجہ سے انہیں کرپن سے مارنے سے ہوئیں، اور نارائن سنگھ کے تین بھتیجوں نے اس حملے میں حصہ نہیں لیا تھا۔متاثرہ باؤ ہن سنگھ کو کرپن سے زخمی کرنے کے جرم میں سیکشن 304 پارٹ II کے تحت نارائن سنگھ کو مجرم قرار

دیتے ہوئے سیشن عدالت اور ہائی کورٹ نے ایک ایسا مقدمہ قبول کیا ہے جو پروسیکشن کا معاملہ نہیں تھا، بلکہ صرف اس پر انحصار کیا ہے جو نارائن سنگھ نے اپنے دفاع میں دیا تھا۔ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت پہلی ذیلی دفعہ کے تحت، جہاں تک یہ مادی ہے، عدالت تفتیش یا مقدمے کی سماعت کے کسی بھی مرحلے پر اور استغاثہ کے گواہوں کی جانچ پڑتال کے بعد اور ملزم کو اپنے دفاع کے لیے بلائے جانے سے پہلے ملزم شخص سے سوالات کر سکتی ہے تا کہ وہ اپنے خلاف شواہد میں ظاہر ہونے والے کسی بھی حالات کی وضاحت کر سکے۔ دفعہ 342 کے تحت جانچ بنیادی طور پر ان معاملات کی ہدایت کی جاتی ہے جن پر استغاثہ کے لیے ملزم سے اس کے بیان یا وضاحت کا پتہ لگانے کے لیے ثبوت پیش کیے گئے ہیں — اگر کوئی ہو تو، اس واقعے کے بارے میں جو الزام اور اس کے دفاع کا موضوع بنتا ہے۔ ذیلی دفعہ (3) کے ذریعے، ملزم کی طرف سے دیے گئے جوابات کو تفتیش یا مقدمے کی سماعت میں" غور میں لیا جا سکتا ہے"۔ اگر ملزم شخص دفعہ 342 کے تحت اپنے معائنے میں اپنے خلاف لگائے گئے جرم کا اعتراف کرتا ہے تو عدالت اس اعتراف پر بھروسہ کرتے ہوئے اسے مجرم قرار دینے کے لیے آگے بڑھ سکتی ہے، لیکن اگر وہ اعتراف نہیں کرتا ہے اور اپنے خلاف شواہد میں پیش ہونے والے حالات کی وضاحت کرتے ہوئے اپنا بیان قائم کرتا ہے اور اپنے طرز عمل کی وضاحت کرنے کی استدعا کرتا ہے کہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہے، تو ملزم کے بیان کو صرف پوری طرح سے مدنظر رکھا جا سکتا ہے۔ عدالت کے لیے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ بیان کو الگ کرے اور بیان کا ایک حصہ منتخب کرے جو مجرمانہ ہو سکتا ہے، اور پھر اس بات کی جانچ کرے کہ آیا ملزم کی طرف سے اپنے ارتکاب کے لیے دی گئی وضاحت ریکارڈ پر موجود شواہد سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر ملزم کوئی ایسا کام کرنے کا اعتراف کرتا ہے جو اس کی طرف سے پیش کردہ وضاحت کے لیے جرم ہو، تو اعتراف اس کے خلاف استعمال نہیں کیا جا سکتا جو وضاحت سے طلاق یافتہ ہو۔

درج ذیل عدالتوں کا خیال تھا کہ استغاثہ کا ثبوت، جیسا کہ یہ نمایاں ہے، نارائن سنگھ اور اس کے بھتیجوں کے خلاف الزام کو گھر لانے کے لیے ناکافی تھا۔ استغاثہ کا مقدمہ کہ نارائن سنگھ چھڑی سے لیس تھا اور بچن سنگھ پر حملے میں شامل ہوا، مثبت شواہد سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ مقدمہ ناکام ہو گیا کیونکہ مقدمے کی حمایت میں ثبوت ناقابل اعتماد تھے۔ نارائن سنگھ نے اعتراف کیا کہ اس نے اپنے ساتھ لے جانے والے کرپن سے بچن سنگھ کو چوٹیں پہنچائیں، لیکن اس نے وضاحت کی کہ جب اسے نیچے پھینک دیا گیا تو اس نے چوٹیں پہنچائیں اور بچن سنگھ اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اگر کسی شخص کو معقول طور پر یہ شبہ ہو کہ اس کا حملہ آور اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہا ہے، تو اس شخص کے دفاع کے حق کا استعمال حملہ آور کی موت تک پہنچ جاتا ہے۔ نارائن سنگھ نے استدعا کی کہ وہ نیچے گر گیا ہے اور بچن سنگھ نے اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی اور اس لیے اس نے اپنے دفاع کے حق کا استعمال کرتے ہوئے بچن سنگھ کو زخمی کر دیا۔ اس عرضی کو ایک جامع عرضی کے طور پر سمجھنا تھا: عدالت اس بات کی تحقیقات کے لیے تیار نہیں تھی کہ آیا نارائن سنگھ معقول طور پر خود کو اس طرح کی چوٹ پہنچا سکتا تھا جس نے اسے بچن سنگھ کی موت کا سبب بننے کا جواز پیش کیا۔ جہاں کسی جرم کا ارتکاب کرنے کا ملزم شخص اپنے مقدمے کی سماعت میں یہ درخواست پیش کرتا ہے کہ اسے تعزیرات ہند، یا جرم کی وضاحت کرنے والے کسی دوسرے قانون میں سے کسی ایک استثناء، عام یا خصوصی، کے ذریعے تحفظ حاصل ہے، تو استثناء کو ثابت کرنے کا بوجھ بلاشبہ اس پر ہے۔ لیکن یہ بوجھ ملزم صرف اس صورت میں اٹھاتا ہے جب استغاثہ کا مقدمہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس طرح کی درخواست کی عدم موجودگی میں وہ الزام

عائد کیے گئے جرم کا مجرم ہوگا۔ تاہم، استغاثہ کے مقدمے میں قابل اعتماد شواہد سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ نارائن سنگھ نے کوئی ایسا کام کیا تھا جس سے وہ قتل کے جرم کا ذمہ دار ٹھہرا ہو۔ اس کی ذمہ داری، اگر کوئی ہو، صرف اس کی طرف سے اٹھائی گئی درخواست سے پیدا ہوئی: اگر درخواست جرم کے اعتراف کے مترادف ہے تو عدالت اس درخواست پر بھروسہ کرتے ہوئے اسے مجرم قرار دے سکتی ہے، لیکن اگر یہ حقائق کے اعتراف کے مترادف ہے اور جواز کی درخواست اٹھاتی ہے، تو عدالت اس معاملے سے نمٹنے کے لیے آگے نہیں بڑھ سکتی جیسے کہ حقائق کا اعتراف جو استغاثہ کے مقدمے کا حصہ نہیں تھے سچ تھا، اور ثبوت جواز کی درخواست کی ضمانت نہیں دیتے تھے۔

اس لیے نیچے دی گئی عدالتیں ہمارے فیصلے میں نارائن سنگھ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 304 حصہ دوم کے تحت جرم کا مجرم قرار دینے میں غلطی کر رہی تھیں۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document